103291-ایک بے نماز شخص کے متعلق شکایت ہے کہ وہ بدکاری اور فحاشی کے کام کرتا ہے

سوال

مجھ پر انکشاف ہوا کہ میرا بہنوئی حرام طریقہ سے مال کماتا ہے، وہ ایک ملک سے خلیجی ملک میں لڑکیاں سپلائی کرتا ہے تا کہ ان کے ساتھ حرام کام کریں، حتی کہ وہ خود بھی ان لڑکیوں کے ساتھ بدکاری کرتا ہے، اس نے میرے دوسرے بہنوئی کے سامنے اس کا اعتراف بھی کیا ہے، میں نے اپنے والد کو بتایا لیکن وہ نہیں مانتے ان کا کہنا ہے کہ ایسا مستحیل ہے، کیونکہ ایک اچھا انسان ہے، انہوں نے اس کی علت یہ بیان کی کہ میرا دوسرا بہنوی غیرت کھا گیا ہے اس لیے وہ جھوٹ گھڑ رہا ہے.

لیکن میں اس کی تصدیق کرتی ہوں کیونکہ وہ ہمیشہ گھر سے غائب رہتا ہے، اور خاص کر رات کے وقت واللہ اعلم حتی کہ میری بہن نے بھی مجھے کچھ باتیں بتائیں ہیں، اور اسے شک ہے کہ وہ اس کے ساتھ خیانت کر رہا ہے لیکن وہ جھوٹ بولتا ہے تو وہ اس کو سچ مان لیتی ہے، اب وہ حاملہ ہے اور اس کی ایک بچی بھی ہے، میں نے اس کے متعلق جو کچھ سنا ہے وہ بہن کو نہیں بتایا، آپ سے گزارش ہے مجھے یہ بتائیں کہ مجھے اپنی بہن کے متعلق کیا کرنا چاہیے، تقریبا دو برس اس کی شادی کو ہوئے ہیں وہ نفسیاتی مریض بن چکی ہے، وہ شخص نماز بھی ادا نہیں کرتا، اور نہ ہی اللہ سے ڈرتا ہے، باقی علم تو اللہ کے پاس ہے برائے مہربانی مجھے بتائیں کہ میں کیا کروں، کیا میں نے جو کچھ اس کے متعلق سنا ہے وہ بہن کو بتانا ضروری اور واجب ہے، یا کہ اس موضوع کو ختم کر کے خاموش ہو جاؤں، میں ہر وقت اللہ سے اس کی ہدایت کی دعا کرتی رہتی ہوں، اور سب سے زیادہ مجھے یہ پریشانی ہے کہ کہیں اسے ایڈز جیسی خطرناک بیماری نہ لگ جائے اور وہ میری بہن کو منتقل ہو جائے، اور اسی طرح مجھے خطرہ ہے کہ اس کے بچے ضائع نہ ہو جائیں؟

پسندیدہ جواب

ہماری عزیز بہن یہ مشکل حل کرنے کے لیے تین امور کی نصیحت کرتے ہیں:

سب سے پہلے بہنوئی کے اس فعل کا یقین.

اور اگر ان برائیوں کا ثبوت مل جائے تو اسے نصیحت کریں.

اور اگر وہ اس فعل پر مصر رہے تو پھر نکاح فسخ کر لیں، چاہے وہ فعل نماز کی عدم ادائیگی ہو یا فحش کام.

رہا پہلا معاملہ تو اصل میں مسلمان شخص بری ہے اور کسی بھی مسلمان شخص پر کوئی ایسی تہمت نہیں لگانی چاہیے جو اس میں نہ پائی جاتی ہو، وگرنہ تہمت لگانے والا گنہگار ہو.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

{اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بغیر کسی جرم کے ایذاء دیں جو ان سے سرزد ہوا ہو، وہ بڑے ہی بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں} الاحزاب (58).

اور ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالی کچھ اس طرح ہے:

{اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لائے تو اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذاء پہنچا دو پھر اپنے کیے پر پشیمانی اٹھاؤ} الحجرات (6).

شیخ عبد الرحمن السعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

یہ بھی ان آداب میں شامل ہوتا ہے جو عقلمندوں کو استعمال کرنے اور جن آداب سے متصف ہونا لازم ہے، وہ یہ کہ جب کوئی فاسق انہیں خبر دے تو وہ اس خبر کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کریں، اسے فوری طور پر حاصل نہ کر لیا کریں؛ کیونکہ اس میں بہت خطرناکی پائی جاتی ہے، اور گناہ میں واقع ہونے کا باعث ہے.

کیونکہ اس کی اس خبر اگر سچی اور پکی خبر کا درجہ دیا جائے اور ایک عادل شخص کی خبر کا درجہ دیا جائے تو اس کے موجب اور مقتضی پر عمل کیا جائیگا، تو اس طرح اس خبر کے سبب کئی ناحق جانیں اور مال تلف ہونگے، جو بعد میں ندامت کا باعث بنے گا.

بلکہ فاسق کی خبر آنے پر اس کی اچھی طرح تحقیق اور یقین کرنا واجب ہے، اور اگر دلائل اور قرائن اس کی صداقت پر دلالت کریں تو اس پر عمل کیا جائیگا اور اس کی تصدیق کی جائیگی، اور اگر اس کے جھوٹ پر دلالت کریں تو اسے جھٹلا دیا جائیگا، اور اس پر عمل نہیں ہوگا.

پھر اس آیت میں یہ بھی دلیل ہے کہ ایک صادق و سچے شخص کی خبر مقبول ہے، اور جھوٹے اور کاذب شخص کی خبر مردود ہے اسے قبول نہیں کیا جائیگا، اور فاسق شخص کی خبر پر توقف کیا جائیگا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں "

دیکھیں : تفسیر سعدی (799).

اس لیے اصل یہی ہے کہ تہمت نہ لگائی جائے، اور اصل بریت ہی ہے، اور جس نے اس کے اعتراف کا گمان کیا ہے ہو سکتا ہے اس کی جانب سے ہی جھوٹ بولا گیا ہو، اور یہ چیز کوئی بعید نہیں، اور اگر خبر دینے والے کی سچائی اور صدق واضح ہو جائے، اور جو کچھ ہوا ہے اس کے صحیح ہونے کی تصدیق مل جائے تو پھر ہم اس کی طرف جائینگے :

دوسری چیز :

اور وہ اسے وعظ و نصیحت کرنا ہے.

تمیم داری رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"دین خیر خواہی ہے.

ہم نے عرض کیا : کس کی خیر خواہی ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اللہ کے لیے، اور اس کی کتاب کے لیے، اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے، اور مسلمان اماموں کے لیے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (55).

اور جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں :

"میں نے نماز کی پابندی اور زکاۃ کی ادائیگی اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی "

صحیح بخاری حدیث نمبر(501) صحیح مسلم حدیث نمبر(56).

اور نصیحت اچھے اور احسن انداز سے اور اچھے اسلوب میں کرنی چاہیے تا کہ غلط راہ پر چلنے وال ٹیڑھا شخص سیدھا ہوجائے ، اور اس کی راہ صحیح ہوجائے .

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

.{اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلائیے، اوران سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے، یقینا آپ کا رب اپنی راہ سے بہکنے والوں کو بھی بخوبی جانتا ہے، اور راہ راست پر چلنے والے لوگوں سے بھی پورا واقف ہے }.النحل(125).

اور سب سے پہلے اسے نماز ادا کرنے کی نصیحت کریں، اسے یہ ضرور معلوم ہونا چاہیے کہ نماز ترک کرنا کفر ہے، اور تارک نماز ملت اسلامیہ سے خارج ہوجاتا ہے اور اگر وہ تارک نماز کی حالت میں ہی مر گیا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے، اور وہ مرتد ہو کر مریگا.

پھر اس کے بعد اسے یہ حرام کام ترک کرنے کی نصیحت کی جائے، جو وہ ان ملازماؤں کے ساتھ فحش اور برائی کے کام کرتا ہے، اور کسی دوسرے کو بھی ان کے ساتھ حرام کرنے میں معاونت کرنے کے لیے لڑکیاں سپلائی کرتا ہے، بلکہ اگر خادمات اور ملازمائیں صرف کام کاج کے لیے لائی جائیں تو اصلا اس میں بھی بہت ساری خرابیاں پائی جاتی ہیں.

ملازماؤں اور خادمات کے متعلق کلام اور انہیں دوسرے ملکوں سے منگوانے کا حکم، اور جن گھروں میں یہ خادمات اور ملازمائیں کام کرتی ہیں ان کے مالکان جو غلط کام اور ممانعت میں واقع ہوتے ان کے متعلق آپ کو سوال نمبر(26282) کے جواب میں آپ کو تفصیل ملے گی، آپ اس کا مطالعہ ضرور کریں.

اور اگر اس کے متعلق جو بات کہی گئی ہے اس کی سچائی ثابت ہوجائے، اور وہ نصیحت قبول نہ کرے اور ترک نماز اور برائیاں کرنے پر اصرار جاری رکھے تو پھر آپ کو تیسری چیز پر عمل کرنا چاہیے :

اور وہ تیسری چیز یہ ہے کہ نکاح فسخ کرتے ہوئے اس اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی اور تفریق کردی جائے؛ کیونکہ تارک نماز مرتد ہے، اور اس کا عقد نکاح مسلمان عورت سے فسخ ہوجاتا ہے؛ اور اس لیے بھی کہ کسی عفت و عصمت کی مالک عورت کے لیے کسی زانی اور فاجر کے نکاح میں باقی رہنا حلال نہیں.

اور ترک نماز فسخ نکاح کا موجب ہے، رہا مسئلہ دوسری منکرات اور برائیوں کا تو یہ فسخ نکاح کی موجب نہیں، لیکن بیوی کا اس طرح کے برے افعال پر راضی ہونا اس میں شریک ہونے کے مترادف ہے، اور اس طرح کے شخص پر نہ تو اس کی بیٹی اور نہ ہی بیوی کے بارہ میں اطمنان کیا جاسکتا ہے، اور نہ ہی پرامن رہا جاسکتا ہے، اور اسی طرح خطرناک قسم کی بیماریاں منتقل ہونے کا بھی خدشہ ہے.

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

نماز ترک کرنا کفر اور ملت اسلامیہ سے خارج ہونا ہے، اور اگر اس کی بیوی ہو تو اس کا نکاح اس سے فاسخ ہوجائیگا، اور اس کا ذبیحہ بھی حلال نہیں، اور نہ ہی اس کا روزہ قبول ہوگا، اور نہ ہی صدقہ وخیرات، اور اس کے لیے مکہ جانا اور حرم میں داخل ہونا بھی جائز نہیں.

اور اگر وہ مرجائے تو اسے غسل دینا اور کفن دینا جائز نہیں، اور نہ ہی اس کی نماز جنازہ پڑھائی جائیگی، اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں بھی دفن نہیں کیا جائیگا، بلکہ اسے صحرا میں لیجا کر گڑھا کھود کر اس میں ڈال کر مٹی ڈال دی جائیگی.

اور جس کسی کا کوئی قریبی رشتہ دار فوت ہو جائے اور اسے علم ہو کہ وہ نماز ادا نہیں کرتا تھا تو اس کے لیے لوگوں کو دھوکہ دینا جائز نہیں کہ وہ انہیں اس کی نماز جنازہ پڑھنے کا کہے؛ کیونکہ کافر کی نماز جنازہ ادا کرنا حرام ہے؛ اس لیے کہ فرمان باری تعالی ہے :

{اور ان میں سے کوئی مر جائے تو آپ اس کا نماز جنازہ ہرگز نہ پڑھیں، اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہوں، یہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہیں} التوبۃ (84).

اور ایک مقام پر ارشاد باری تعالی ہے :

{نبی اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ ان کے رشتہ دار ہی ہوں اس امر کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ یہ لوگ جہنمی ہیں} التوبۃ (113).

مزید آپ سوال نمبر (10094) اور (2182) اور (5208) کے جوابات کا مطالعہ ضرور کریں.

لیکن ہم ایک بار پھر پلٹ کر عزیز سائلہ کو یہ نصیحت کرتے ہیں کہ اس شخص کے متعلق اس طرح کی باتیں کرنے میں جلد بازی کا مظاہر مت کریں، یا بغیر کسی شرعی دلیل کے اسے اپنی بہن کو مت بتائیں، اور اس کی زندگی خراب مت کریں، اور گھر تباہ کرنے کا باعث نہ بنیں، اور بیماریوں کے منتقل ہونے اور ازدواجی خیانت کی بجائے اللہ کی حدود کی حرمت پامال ہونے پر ہمیں زیادہ غیرت مند ہونا چاہیے.

اور آپ اس کے لیے ہدایت کی پوری کوشش سے دعا کریں اور اپنی بہن کے حالات کی اصلاح طلب کریں، اور اس کی اولاد کو ہر قسم کی برائی و شر شریر قسم کے افراد سے محفوظ رکھنے کی دعا مانگیں.

واللہ اعلم.